إِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اخبار الحکم

نمبر ۲۱	قادیان دارالامن والامان ۱۶؍جون ۱۸۹۹ء مطابق ۵- صفر ۱۳۱۷ھ	جلد ۳

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان

خدا بیند و بپوشد و ہمسایہ بیند و خروشد

خدایتعالے کی ستاری ایسی ہے کہ وہ انسان کے گناہ اور خطاؤں کو دیکھتا ہے لیکن اپنی اس صفت کے باعث اسکی غلط کاریوں کو اُسوقت تک جبتک کہ وہ اعتدال کی حد سے نگذر جاویں ڈھانپتا ہے لیکن انسان کسی دوسرے کی غلطی دیکھتا بھی نہیں اور شور مچاتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ انسان کم حوصلہ ہے اور خدایتعالے کی ذات حلیم و کریم ہے۔ ظالم انسان اپنے نفس پر ظلم کر بیٹھتا ہے اور کبھی کبھی خدایتعالے کے حلم پر پوری اطلاع نہ رکھنے کے باعث بیباک ہو جاتا ہے۔ اسوقت ذوانتقام کی صفت کام کرتی ہے۔ اور پھر اسے پکڑ لیتی ہے۔ ہندو لوگ کہا کرتے ہیں کہ پرمیشر اور اَت ہیں دیر ہے۔ یعنے خدا حد سے بڑھی ہوئی بات کو عزیز نہیں رکھتا۔ بااین ہمہ بھی وہ ایسا رحیم کریم ہے کہ ایسی حالت میں بھی اگر انسان نہایت خشوع اور خضوع کے ساتھ آستانہ الٰہی پر جا گرے تو وہ رحم کے ساتھ اسپر نظر کرتا ہے۔ غرض یہ ہے کہ جیسے اللہ تعالے ہماری خطاؤں پر معاً نظر نہیں کرتا اور اپنی ستاری کے طفیل رسوا نہیں کرتا تو ہم کو بھی چاہیے کہ ہر ایسی بات پر جو کسی دوسرے کی رسوائی یا ذلت پر مبنی ہو فی الفور منہ نہ کھولیں

۲۱ ۴/۹۹

غفلت کا علاج توبہ ہے

بعض لوگوں کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ انکو ایسے اسباب پیش آجاتے ہیں مثلاً ملازمت یا کوئی اور وجہ کہ انکی عمر کا ایک بڑا حصہ ظلمانی حالت میں گذرتا ہے۔ نہ پابندی نماز کی طرف توجہ کرتے ہیں نہ قال اللہ اور قال الرسول سننے کا موقع ملتا ہے۔ کتاب اللہ پر غور کرنے کا انکو خیال تک بھی نہیں آتا۔ ایسی صورت میں جب ایک زمانہ ظلمت کا گذر جاوے تو یہ خیالات راسخ ہو کر طبیعت ثانیہ کا رنگ پکڑ جاتے ہیں۔ پس اسوقت اگر انسان توبہ اور استغفار کی طرف توجہ نکرے تو سمجھو کہ بڑا ہی بدقسمت ہے۔ غفلت اور سستی کا بہترین علاج استغفار ہے۔ سابقہ غفلتوں اور سستیوں کی وجہ سے کوئی ابتلا بھی آجاوے تو راتوں کو اٹھہ اٹھہ کر سجدے اور دعائیں کرے اور خدایتعالے کے حضور ایک سچی اور پاک تبدیلی کا وعدہ کرے۔

۲۱ ۴/۹۹

اپنے دعوےکی صداقت پر ایک دلیل

ہمارے دعوی الہام و مکالمہ الٰہیہ کی اشاعت کو یوں تو بہت سال گذرے۔ لیکن اگر براہین کی اشاعت سے بھی لیا جائے تو بیس سال ہو چکے۔ ہمارے مخالف جو ہمکو جھوٹا اور اپنے دعوے میں مفتری قرار دیتے ہیں اُنسے کوئی سوال کرے کہ خدایتعالے تو کسی ایسے مفتری کو جو اسپر الہام اور مکالمہ کا افترا کرے مہلت نہیں دیتا۔ یہانتک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی فرمایا کہ اگر تو بعض باتیں اپنی طرف سے کہتا تو ہم شاہ رگ سے پکڑ لیتے۔ پھر کسی اور کی کیا خصوصیت ہو سکتی ہے۔ اس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ اللہ تعالے پر الہام کا افترا کرنے والا کبھی بھی مہلت نہیں پا سکتا۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ اگر یہ ہمارا سلسلہ خدایتعالے کا قائم کردہ نہیں ہے تو کسی قوم کی تاریخ سے ہم کو پتہ دو کہ خدائے تعالے پر کسی نے افترا کیا ہو اور پھر اُسے مہلت دیگئی ہو۔ ہمارے لئے تو یہ معیار صاف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ۲۳ سال تک کا ایک دراز زمانہ ہے اُس صادق اور کامل نبی کے زمانہ سے قریباً ملتا ہوا زمانہ اللہ تعالے نے ابتک ہمکو دیا کیونکہ براہین کی اشاعت پر بیس سال ہو لئے جو ناعاقبت اندیش معترضوں کے نزدیک افترا کا پہلا زمانہ ہے۔ اب ہم تو ایک مسلم صادق بلکہ جملہ صادقوں کے سرتاج صادق کے

زمانہ سے ملتا ہوا زمانہ پیش کرتے ہیں اور یہ ظالم ابتک بھی کہے جاتے ہیں کہ جھوٹ ہے۔ افسوس ہماری تکذیب کے خیال میں یہ لوگ یہانتک اندھے ہوگئے ہیں کہ انکو یہ بھی نظر نہیں آتا کہ اس انکار کی زد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیسی پڑتی ہے۔ کیونکہ اگر بیس بائیس سال تک بھی خدا کسی مفتری کو مدد دیسکتا ہے تو تو پھر مجھے تو تعجب ہی آتا ہے نہیں بلکہ دل کانپ اٹھتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر یہ کیا دلیل پیش کرینگے؟ ایک مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے متبع کے مونہہ سے جب وہ اتنا دراز عرصہ ایک مدعی کو مہلت پاتے ہوئے دیکھ لے کبھی یہ نہیں نکل سکتا کہ جھوٹا اور کاذب بھی اس قدر عرصۂ دراز کی مہلت پالیتا ہے۔ اگر اور کوئی بھی نشان اور دلیل ایسے مدعی کی صداقت کی نہ ملے تب بھی ایک سچے مسلمان کو حسن ظن اور ایمانداری کے رو سے لازم آتا ہے کہ انکار نہ کرے کیونکہ اس کا زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے مشابہ ہوگیا ہے۔

اگر کوئی عیسائی کہے کہ مفتری کو مہلت مل سکتی ہے تو وہ اس امر کا ثبوت دے۔ مگر مسلمان تو ایسا کہہ ہی نہیں سکتا!۔ پس اب ہمارے مخالف بتلائیں کہ ایک کاذب دجال۔ مفتری علی اللہ طرز استدلال نبوت میں شریک ہوسکتا ہے؟ ماننا پڑیگا کہ ہرگز نہیں۔ پھر وہ ہمارے دعوے کو سوچیں اور اس زمانہ پر غور کریں جو استدلال نبوت کا زمانہ ہے۔ غرض ہر پہلو میں بہت سی باتیں ہیں جو سوچنے والے کو مل سکتی ہیں۔ اور ایک دور اندیش اُن سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ ۲۲ ۵/۹۹

مکتوبات حضرت امام الزمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از طرف احقر عباد عائذ باللہ الصمد بہ مخدومی مکرمی مولوی نور محمد صاحب سلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ اما بعد نامہ گرامی آنمخدوم پہونچا یہ عاجز بباعث کم فرصتی و مشغولی ملاقات بعض احباب ونیز بوجہ ضعف طبیعت اب تک جواب لکھنے سے مقصر رہا اور اب بھی اس قدر طاقت و فرصت نہیں کہ مفصل لکھوں صرف مجمل طور پر عرض کرتا ہوں کہ اگرچہ یہ عاجز اپنی ذاتی حالت کے رو سے فی الواقع نہایت آلودہ دامن اور ناچیز اور ہیچ ہے اور جس قدر بدظنی کیجائے وہ تھوڑی ہے: من آنم کہ من دانم۔ لیکن اگر رنج ہے تو صرف اسقدر ہے کہ جس بنا پر آپ اور آپ کے ان بزرگوں نے جن کے رویا اور کشوف آپ کے زعم خام میں قطعی اور یقینی ہیں جن میں وحی انبیاء کی طرح ایک ذرہ خطا اور غلطی کی گنجائش نہیں ہے اس احقر عباد پر کذب اور افترا کا الزام لگایا ہے اور اپنے گمان میں بہت کچھ فساد اور شرک اور کفر کی حالت کو بہ نسبت ایں احقر تسلیم کرلیا ہے ایسا یقین مسلمانوں کی حالت سے بعید ہے اللھم اصلح امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اب آپکو اور آپ کے بزرگوار کو بڑی وحشت میں اس خواب نے ڈالا ہے کہ جو بقول آپ کے اس بزرگوار نے دیکھی ہے جس میں ان کے متخیلہ پر ایسا ظاہر ہوا کہ گویا یہ عاجز ایک جھوٹے پر سوار ہے اور گلے میں زنار ہے اور جھوٹے کی دم کی طرف مونہہ ہے اور پھر اس بزرگ نے یہ دیکھا کہ یہ عاجز ایک ریچھ کی کھال پر بیٹھا ہوا ہے اور اسپر قرآن شریف رکھا ہوا ہے اور پھر ایک دوسرے بزرگ نے بقول آپ کے اس عاجز کی بینائی میں فرق دیکھا۔ ان دونوں خوابوں کی صورت پر نظر کرکے سیرت حسن ظن اسلامی کو آپ نے چھوڑ دیا اور جو کچھ تمھارے رب کریم نے تاکید فرمائی ہے کہ ظن مومنین و مومنات کا اپنے بھائیوں سے بخیر ہونا چاہیے اُس تاکید کو یک لخت بھول گئے اور بڑے دعوے سے زبان کھولی کہ ضرور دال میں کچھ کالا ہے۔ برادرم آپ ناراض نہ ہوجائیں یہ کلمہ کفر سے کچھ کم نہیں۔ کاش اگر آپ کو کچھ سمجھ ہوتی کسی مومن کی نسبت ایسے لیسے وجوہات سے کفر یا شرک یا فسق اور افترا کا یقین کرنا اور یہ کہنا کہ ضرور دال میں کچھ کالا ہے پرہیزگار اور نیک شعار اور نیک طبیعت مسلمانوں کا ہرگز طریق نہیں

ومن الناس من یقول آمنا باللہ وبالیوم الآخر وما ھم بمومنین نعلوم

کہ آپ اور آپ کے بزرگوار کہاں سے اور کس سے سُن آئے کہ جو صورت مثالی خواب یا کشف میں مشہود ہو وہی صورت حقیقت مقصودہ ہوتی ہے کیونکہ آجتک تمام معبرین کا اسی پر اتفاق ہے کہ ہر ایک نوع رویا اور کشوف میں اکثری اصول یہی ہے کہ جو امور صور حسیہ اور مثالیہ میں ظاہر ہوتے ہیں وہ اپنی ظاہری شکل پر حمل نہیں کئے جاتے کیونکہ وہ تمام معانی ہیں جن کو ان صورتوں سے بوجہ من الوجوہ مناسبت ہے اور یہ مناسبت ہے کہ جو صرف بوجہ اعتقاد رائی قوت متخیلہ میں پیدا ہوجاتے ہیں مثلاً ایک شخص اپنے دشمن کو سانپ کی صورت میں دیکھتا ہے سو یہ نہیں کہ سانپ کی صفات ذمیمہ فی الحقیقت اس دشمن میں موجود ہیں بلکہ ممکن ہے کہ دشمن اپنی ذاتی حالت کے رو سے پارسا اور نیک آدمی ہو اور صرف رائے کے خبث اعتقاد نے سانپ کی صورت پر اسکو کردیا ہو۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جو معانی صور مثالیہ میں مشتمل ہوکر قوت متخیلہ پر ظاہر ہوتے ہیں وہ شخصی رائے کی خود اپنی ہی حالت ہوتی ہے۔ اور جو خبث اور فساد کسی دوسرے کی نسبت وہ رائی دیتا ہے حقیقت میں وہ تمام خبث اور فساد اس کے اپنے ہی نفس میں بھرا ہوا ہے اور شخص مرئی جو کامل اور آئینہ صفت ہوتا ہے وہ آئینہ کی طرح وہ خبث اسپر ظاہر کردیتا ہے مثلاً ایک شخص کہ جو نہایت بدشکل ہے جب وہ اپنی صورت آئینہ میں دیکھے گا تو ضرور اسکی شکل کا عکس آئینہ میں پڑے گا۔ اب یہ بات نہیں کہ آئینہ بدشکل ہے بلکہ بباعث نہایت صفائی کے اسمیں انعکاس بدشکلی کا ہوگیا ہے۔ اسی جہت سے محققین علم تعبیر لکھتے ہیں کہ جو لوگ فانی ہیں وہ بباعث آئینہ صفت ہونے کے محل انعکاسی صفات ہوجایا کرتے ہیں۔ اسیوجہ سے قدیم سے یہ تحریر ہوتا چلا آیا ہے کہ اکثر کفارہ فجارہ نے یا ایسوں نے جن کا خاتمہ بدنھا انبیا اور اولیاء کو خراب اور فاسد حالتوں میں دیکھا ہے اور آخر انجام ایسے لوگوں کا بد ہوا ہے اور کفر پر مرے ہیں تھوڑے عرصے کی بات ہے کہ ایک بزرگ مولوی فضل احمد نام نے کہ جو موضع پیرز والہ ضلع گوجرانوالہ میں رہتے ہیں اور ایام خورد سالی میں اس احقر کے استاد بھی تھے اور ابتک بقید حیات ہیں اس خا[illegible] اس

ذکر کیا کہ ایک شخص نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت خراب میں دیکھا و لباس و وضع و مکان و حالت وغیرہ امور میں نالائق باتیں مشاہدہ کیں اور مولوی صاحب فرمانے لگے کہ اس خواب کے سننے سے مجھے بہت انقباض ہے اور ہر چند اس وسوسہ کو دور کرتا ہوں مگر بے اختیاری ہے تب میں نے امام زین العابدین وغیرہ کے اقوال انکو پڑھکر سنائے اور معتبر رسائل تعبیر کے کھولکر انپر ظاہر کیا کہ اوس پلید باطن نے اپنے ہی نفس کو دیکھا ہے نہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ اس کا خاتمہ بد ہوگا۔ تب مولوی صاحب سنکر بہت خوش ہوئے اور انکا تمام انقباض دور ہوگیا اور فرمانے لگے کہ وہ شخص کچھ تھوڑی مدت اس خواب کے بعد عیسائی بھی ہوگیا ہے سو خاتمۂ بد پر بھی قوی علامت ہے اور نیز مولوی صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ مجھکو اس عمدہ تعبیر کی ہرگز خبر نہ تھی اب مجھکو بہت بصیرت حاصل ہوئی۔ سچ ہے کہ بغیر علم کے انسان اندھا ہوتا ہے۔

غرض یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جو شخص فانیوں کو حالت خراب میں دیکھتا ہے وہ درحقیقت اپنے ہی نفس کی حالت کو مشاہدہ کرتا ہے اور سر اسمیں یہ ہے کہ جو شخص اپنے نفس سے فانی ہے وہ بباعث اپنی نہایت شفقت کے کہ جو اسکو عباد اللہ سے ہے دوسروں کی حالت پر کہ جن میں شخص خواب بین بھی داخل ہے ایسا ہی دردمند ہے کہ جیسا کہ خود صاحب درد کو ہونا چاہیئے پس اسی جہت سے شخصی رائے کی حالت ناقصہ اس صاحب کمال میں کہ جو بوجہ غایت شفقت محو فی الخلق بھی بطور انعکاس دکھائی دیتی ہے اور سادہ لوح کو یہ دھوکہ لگتا ہے کہ واقعی طور پر یہ حالت اسمیں موجود ہے اور کبھی اس کا باعث یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص کسی شخص کا حال اور مقام دریافت کرنے کے لئے باطنی طور پر توجہ کرتا ہے اور وہ شخص جس کا حال دریافت کرنا منظور ہے شخص متوجہ کے منبع نظر سے بہت دور ہوتا ہے۔ ناچار نظر باطنی کے تھکنے کی وجہ سے کچھ اپنے ہی حالات ظاہر ہو جاتے ہیں۔ جیسے ایک شخص کہ جو آسمان کی سمت نظر کرتا ہے تو آسمان بوجہ دور ہونے کے اسکو نظر نہیں آتا۔ لیکن اپنی ہی آنکھوں کی کبودی سامنے فضاء آسمان میں دکھائی دیتی ہے اور دھوکے سے نادان آدمی یہ خیال کر لیتا ہے کہ آسمان برنگ کبود ہے حالانکہ وہ ایک نورانی اور پاک جوہر ہے سو اسی طرح نقصان توجہ سے بھی دھوکے لگتے رہے ہیں جسمیں سلب ایمان کا خطرہ رہا ہے۔

اب قصے کو مختصر کر کے گذارش کرتا ہوں کہ جو آپ کے بزرگوار نے خواب دیکھا ہے وہ تعبیر کے رو سے نہایت عمدہ خواب ہے۔ کاش آپ کے بزرگوار اور نیز آپ کو کچھ حصہ علم تعبیر سے ہوتا تا دونوں تہلکہ بدظنی سے بچ جاتے۔ سو جاننا چاہیئے کہ امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ زنّار کا باندھنا نامستور الحال کے لئے اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ خدا تعالے کی طرف سے صاحب عزم ہے اور نہ گھٹے گا اور نہ تھکے گا جبتک اپنے دشمنوں سے انصاف نہ لے اور گاؤ میش سے قوم لا یعقل اور نفس پرست لوگ مراد ہیں اور اسپر سوار ہونا اشارہ بغلبہ و ظفر و فتح ہے۔ جس سے بالآخر سب نا اہل و نفس پرست ذلیل ہو جائیں گے۔ اور حق ظاہر ہو جائے گا۔ اور یہ جو اس بزرگ نے دیکھا کہ سواری کی حالت میں دم کی طرف مونہہ ہے یہ اعتراض عن الجاہلین کی طرف اشارہ ہے یعنے جاہلوں سے مونہہ پھیرا ہوا ہے اور انکے جاہلانہ شور و غوغا کی طرف التفات نہیں سو دم کی طرف مونہہ کرنے سے یہی مراد ہے کہ جاہلوں سے اعراض کیا ہوا ہے اور آیت اعرض عن الجاھلین پر عمل ہے اور دوسری خواب پہلی خواب کی تائید میں ہے۔ ریچھ سے مراد احمق اور سفلہ آدمی ہے کہ جو ریچھ کی طرح ناحق الجھتے ہیں اور ریچھ کی کھال پر بیٹھنا تسلط تام سے مراد ہے اور ریچھ کی کھال اسکے اخلاق ذمیمہ کا پردہ ہے جس پردہ کو خداوند کریم بذریعہ اس عاجز کے فاش کرے گا۔ اور یہ جو دیکھا کہ قرآن شریف اس کھال پر رکھا ہوا ہے اسکی یہ تعبیر ہے کہ حجت قرآنی ایسے ریچھوں پر قائم ہو جائے گی گویا قرآن اس کھال پر رکھا گیا۔ اور فرق بینائی سے اندوہ و حزن مراد ہے کہ جو شفقتاً علی خلق اللہ طاری حال ہے چنانچہ ابن سیرین وغیرہ معبّروں نے شخص نامستور الحال کے لئے یہی تعبیر لکھی ہے اور حوالہ اس آیت کا دیا ہے **وابیضت عیناہ من الحزن وھو کظیم**۔ یہ تعبیر اول کشف صریح کے ذریعہ سے اور پھر ابن سیرین وغیرہ کے معتبر اقوال سے بپایہ صداقت پہونچ گئی ہے **فالحمد للہ علی ذالک**۔ افسوس کہ آپ کو اُن قطعی اور یقینی الہامات سے کہ جو مخالفوں کی شہادت سے بپایہ ثبوت پہونچ گئے کچھ ہدایت نہ ہوئی کیا صدہا انوار یقینیہ قطعیہ کے سامنے کسی کی پیش جا سکتی ہے۔ خدا تعالے اس امت پر رحم کرے اور مرض خفاش سیرتی کی کہ جو ظلمت سے پیار اور نور سے بغض رکھنے کا موجب ہوا ہے آپ دور فرماوے۔ والسلام علی ارباب الصدق والدین۔ یکم مارچ ۱۸۸۴ء مطابق ۲ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۱ء

معبود برحق

یہہ ہی معبود برحق ہے جسے جبّار[1] کہتے ہیں
یہہ ہی معبود برحق ہے جسے قہّار[2] کہتے ہیں
یہہ ہی معبود برحق ہے جسے غفّار کہتے ہیں
یہہ ہی معبود برحق ہے جسے ستّار کہتے ہیں
یہہ ہی معبود برحق ہے کہ جو عالی و فایق ہے
یہہ ہی معبود برحق ہے کہ رات اور دن کا خالق ہے
یہہ ہی معبود برحق ہے کہ جو معبود کل ہووے
یہہ ہی معبود برحق ہے کہ جو مسجود کل ہووے

---

[1] الجبّار۔ جبر کرنے والا یعنے نقصان کا عوض دینے والا اور ہر قسم کی شکست کی جو بندوں کو پہونچے مرمت کرنیوالا۔ یہ نام بھی باریتعالے کے خوب اور مبارک ناموں سے رحمن و رحیم و غفار وغیرہ ناموں کا مرادف ہے۔ مسلمان نماز میں بین السجدتین دعا پڑھا کرتے ہیں اللھم اغفرلی وارحمنی واھدنی وعافنی وارزقنی واجبرنی۔ اس آخری کلمہ کے یہ معنے ہیں کہ ای خدا میری شکستگی کی مرمت کر اور میرے خستہ دلی کی مرمت فرما۔ اسی سے لفظ جبّار نکلا ہے۔ [2] القہّار۔ غالب زبردست وھو القاھر فوق عبادہ یعنے وہ اپنے بندوں پر زبردست ہے۔ ہرگز ہرگز اس لفظ کا وہ منشاء و مدعا نہیں جو ہندو آریا یو اور پنجابیوں نے اپنی مفہوم میں خیال کیا ہے۔ تعالے شانہٗ عما یقولون۔

یہی معبود برحق ہے کہ مذکور زباں ہووے
یہی معبود برحق ہے کہ معروف جہاں ہووے
یہی معبود برحق ہے کہ احساں اس کا بالا ہے
یہی معبود برحق ہے کہ احساں کرنیوالا ہے
یہی معبود برحق ہے کہ شان اسکی نرالی ہے
کوئی دن اور کوئی لحظہ نہ امر حق سے خالی ہے
یہی معبود برحق ہے مرا ایمان اس پر ہے
یہی معبود برحق ہے کہ اطمینان اس پر ہے
یہی معبود برحق ہے امانت اس کے سپاری ہے
اسی کی پاک امانت سے میسر دینداری ہے
نہیں طاقت سوا اسکے بدی سے باز رہنے کی
وہی توفیق دیتا ہے کلام نیک کہنے کی
وہی معبود برحق ہے عبادت اس کی شایاں ہے
وہی معبود برحق ہے کہ حق اس کا نمایاں ہے
وہی معبود برحق ہے صداقت اور ایماں سے
وہی معبود برحق ہے میں کہتا ہوں دل وجاں سے
وہی معبود برحق ہے کہ روسب بندگی اس کی
ہماری بندگی کرنے میں ہے خورسندگی اس کی
وہی معبود برحق ہے کہ قبل از کل وجود اس کا
وہی معبود برحق ہے کہ بعد از کل نمود اس کا
وہی معبود برحق ہے کہ ہے جس کو بقا دائم
فنا اور موت سب کو ہے نظر آتے ہیں جو قائم
وہی معبود برحق ہے کہ عظمت میں وہ اعلیٰ ہے
وہی معبود برحق ہے کہ کرم اور حکم والا ہے
وہی معبود برحق ہے کہ اکرم ہے کریموں سے
وہی معبود برحق ہے کہ ارحم ہے رحیموں سے
وہ انکو دوست رکھتا ہے کہ توبہ ہے شعار انکا
کراتا وا ہے باب رحم عجز و انکسار اُن کا
وہی معبود برحق ہے کہ گمراہوں کا ہادی ہے
گرہ میں باندھنے کی بات ہے جو یہ سنادی ہے
وہی معبود برحق ہے وکیل الحایرین وہ ہے
وہی معبود برحق ہے امان الخائفین وہ ہے
وہی معبود برحق ہے پناہ ہے دادخواہوں کی
اسی کی ذات ہے فریادرس فریادخواہوں کی
وہی معبود برحق ہے کہ خیر الناصرین وہ ہے
وہی معبود برحق ہے کہ خیر الحافظین وہ ہے
وہی معبود برحق ہے کہ خیر الوارثین وہ ہے
وہی معبود برحق ہے کہ خیر الحاکمین وہ ہے
وہی معبود برحق ہے کہ خیر الرازقین وہ ہے
وہی معبود برحق ہے کہ خیر الفاتحین وہ ہے
وہی معبود برحق ہے کہ خیر الغافرین وہ ہے
وہی معبود برحق ہے کہ خیر الراحمین وہ ہے

حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کے درس قرآن مجید میں سے چند باتیں

(ہمارے اپنے الفاظ میں)

۱۰ جون ۱۸۹۹ء کے درس میں جو سورہ النسا کے سترھویں رکوع سے شروع ہوا تھا آپ نے شرک کے متعلق چند ضروری باتیں نہایت وضاحت سے بیان فرمائیں۔ جنکو اصول کے طور پر ہم یہاں بتلاتے ہیں۔

شرک کیا ہے؟ کسی کو ساجھی کرنا۔ ملا دینا۔ خدا سے شرک کے یہ معنے ہیں کہ خدا کے اسما و افعال میں کسی دوسرے کو ساجھی کرنا۔ جو لوگ ایک خالق خیر اور دوسرا خالق شر یا خالق نور و خالق ظلمت مانتے تھے اور یزدان و اہرمن انکا نام علی الترتیب رکھتے تھے وہ بھی مشرک تھے گو اس کا اثر اعتقاداً ہی تھا۔ جوارح اور اعمال پر کچھ اثر نہ تھا اس لئے یہ شرک اعتقادی ہی۔ افعال اور اعمال میں کسی کو تعظیم لامر اللہ میں شریک کرنا شرک فعلی یا عملی ہے۔

شرک کیونکر پیدا ہوتا ہے؟ کسی غیر کو کامل تصرف اور کامل علم سے متصف ماننا شرک کا ابتدائی بیج ہے۔ اس سے امید و بیم کا ایک شگوفہ نکلتا ہے جس پر محبت اور تعظیم کا ایک درخت پھلتا ہے جو انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔

شرک کو خدا تعالےٰ معاف نہیں فرماتا ہے۔ یاد رکھو بعض گناہ شرک کے برابر اور بعض اس سے بڑھکر ہیں۔ انکار انبیا شرک کے برابر ہے اور انکار خدا شرک سے بڑھکر ہے۔

بانی اسلام علیہ التحیۃ والسلام نے شرک کا استیصال ایسے طور پر کیا کہ توحید الٰہی کے اقرار کے ساتھ اپنی عبودیت کا اقرار جزو لاینفک کی طرح مقرر کیا جس پر مسلمانوں کو عظیم الشان فخر حاصل ہے۔ کیونکہ بانیان مذہب کے خدا یا ہمسر خدا بنائے جانے کے اور اسباب میں سے یہ بھی ایک بڑا سبب ہے کہ انکی عبودیت کا اقرار دائمی طور پر انکی امت میں [illegible] نہ رہا [illegible] فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ [illegible]۔ اس سے پیشتر ہم نے شرک پر ایک مفصل تقریر عباد الرحمن کے مضمون میں لکھی ہے۔ (ایڈیٹر)

ان یدعون من دونہ الا اناثا۔ خدا تعالےٰ کے سوا اصنام کو پکارتے ہیں۔ شاہ عبد القادر صاحب نے اہل ہند کے مذاق پر اناثا کا ترجمہ دیویاں کیا ہے وہ بھی بہت لطیف ہے۔ اگرچہ یہ لفظ وسیع المعنی ہے اور ہر صنم یا معبود باطل پر اس کا اطلاق ہوتا ہے

ومن یعمل من الصلحت من ذکر او انثیٰ وھو مومن فاولئک یدخلون الجنۃ۔ یعنے مومن مرد ہو یا عورت مگر اعمال صالحہ کرنے والا ہو کوئی ہو بہشت میں داخل ہوگا۔ اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ دیکھو اس آیت سے عورت اور مرد کی مساوات کا مسئلہ کیسا صاف ثابت ہے وہ نادان آریہ وغیرہ غور کریں جو غیر مساوات حقوق نسوان پر زور دیا کرتے ہیں۔

---

۱۲ جون کے درس میں سے جو اکیسویں رکوع سے شروع ہوا اس امر پر ایک لطیف تقریر کی کہ قرآن کریم میں جو آیات طلب معجزات کی ایسی ہیں جیسے کہ یہ آیت **یسئلک اھل الکتاب ان تنزل علیھم کتاباً من السماء** الی الآیہ اور جن میں یہود کو طلب معجزات پر دھتکار دیا ہے ان پر کامل غور نکرنے کی وجہ سے معتزلہ اور نیچری تو معجزات سے انکار ہی کر بیٹھے ہیں۔ اور ایک گروہ ایسا ہے کہ جو منکر تو نہیں مگر کہتا ہے کہ اُنکے ایسے سوال چونکہ ضد اور تعصب سے تھے اس لئے اُنکو دھتکار آگیا ہے۔ مگر یہ ایک ایسی بات ہے جس کا تعلق دل سے ہے اس لئے اوس کا علم کسی دوسرے کو نہیں ہوسکتا۔

ایسی آیات میں جنہیں ایسے امور ہیں بہت غور کے بعد مجھے یہ راہ معلوم ہوئی ہے کہ شرارتی آدمی شرارت کرکے قسم قسم کی راہیں نکالتا ہے۔ چونکہ اہل کتاب کی کتابوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت تھیں اس سے انھوں نے ایسے معجزات طلب کرنے شروع کئے جو اُن بشارتوں کے خلاف تھے۔ اور اصل مطلب انکا یہ تھا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن معجزات

کے دکھانے کا دعوی کریں۔ تو یہہ عذر اور بہانہ تراش لیں کہ ہماری کتب مسلمہ کے نشانات موعود کے خلاف ہے اس لئے ہم کو نبی موعود کے لئے دوسرے کی راہ تکنی چاہیئے۔ اور اگر انکار کریں تو انکار کے لئے صاف گنجائش ہے۔ غرض غرض اسی نوعیت کا سوال یہاں بھی ہے چونکہ اہل کتاب یسعیاہ اور استثنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانات میں سے ایک یہ بھی پڑھ چکے تھے کہ خدا کا کلام اسپر وقتاً فوقتاً یا متفرق طور پر نازل ہوگا اس لئے انھوں نے ایسا سوال کیا کہ گویا مجلد اور کل کتاب یکبارہی نازل ہو جائے۔ جس کا جواب خدا تعالےٰ نے مناسب طریق پر دیا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا مثبت اور حکیمانہ طرز اپنے اندر رکھتا ہے اور انکے مسلم الثبوت نشان کو حجت قرار دیا کہ موسی کی راستبازی کا معیار اور اسکی کامیابی کا بڑا برہان اس کا تسلط پا جانا ہے۔ اسی طرح مثیل موسیٰ علیہ السلام کو بھی سلطانا مبینا کا واضح نشان عطا ہوا ہے۔

سبت

سبت کے متعلق توضیح کرتے ہوئے مندرجۂ ذیل تین امر بیان فرمائے۔

اوّل سبت کے معنے آرام کے بھی ہیں پس خدا تعالےٰ اگر کسی کو کسی قسم کی راحت کا سامان دے تو وہ اسکی قدر کرے تاکہ خدا تعالےٰ کی برکات اور انعامات کی زیادتی ہو۔ ورنہ اگر کسی راحت اور آسایش کی قدر نہ کروگے تو یاد رکھو کہ ہلاک ہو جاؤگے تباہ اور ذلیل ہو جاؤ گے۔ تاریخ اس امر کی مثبت اور شاہد عدل ہے کہ وہ لوگ جنھوں نے سبت کی قدر نہیں کی یعنے انعامات الٰہیہ کو حقیر سمجھا نہایت ذلت اور خواری کے ساتھ تباہ اور ہلاک ہوئے۔

دوم۔ سبت کے معنے سنیچر کے دن کے یہودیوں کے اعتقاد کے موافق اور جمعہ کے مسلمانوں کے اعتقاد کے موافق ہیں۔ یہودیوں نے سبت کی بے قدری کر کے دیکھ لیا کہ دنیا میں ذلت اور مسکنت کی ضرب سے پاش پاش ہوئے۔ بے خانماں ہو گئے۔ مسلمان اگر جمعہ کی قدر نہ کریں گے اور جمعہ چھوڑ دیں گے تو ذلیل ہو جاویں گے اس لئے کہا گیا ہے کہ ترک جمعہ سے دل سیاہ ہو جاتا ہے مسلمانوں کے ہندوستان میں زوال کی تاریخ عالمگیر کے بعد سے شروع ہوتی ہے اور یہ وہی زمانہ ہے جب سے جمعہ کا ترک شروع ہوا

سوم سبت سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (اور یہ معنے پولوس نے کئے ہیں) جن کے ذریعے دنیا کو دوبارہ آرام ملا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبتی نبی ہیں۔ اب دیکھ لو جنھوں نے سبتی نبی کی قدر کی کیسا آرام پایا۔ عرب کو جو آرام ملا دنیا جانتی ہے۔ پھر جو جو قومیں مسلمان ہوئیں انھوں نے کیسا آرام پایا۔

الغرض یہ تینوں معنے سبت کے ہیں اور ہر ایک کی قدر نہ کرنے سے زوال ہلاکت کا سامان پیدا ہوتا ہے۔ پس مسلمانو! جمعہ کی قدر کرو۔ خدا تعالےٰ کی دی ہوئی راحتوں اور آسایشوں کی قدر کرو۔ اپنے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی قدر کرو۔

خطبہ (موعظت)

جو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے ۹ ر جون ۱۸۹۹ء کو پڑھا

الحمد للہ رب العلمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ والذین لا یشھدون الزور واذا مرّوا باللغو مرّوا کراما۔

اللہ تعالےٰ کے بندے وہ ہیں جو ایسی جگہوں میں جہاں جھوٹی اور گندی باتیں ہوتی ہیں کبھی حاضر نہیں ہوتے اور کبھی جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ یعنے خدا تعالےٰ کی مرضی کے خلاف نہیں بولتے ہیں اور کبھی کسی بیہودہ جگہ کے پاس سے گذرنے کا اتفاق بھی ہو جائے تو اس کے ساتھ کسی قسم کی دلچسپی نہیں لیتے اور توجہ بھی نہیں کرتے بلکہ کنارہ کرتے ہوئے گذر جاتے ہیں۔ مگر جب اللہ تعالےٰ کی آیتیں انکے پاس پڑھی جاتی ہیں تو پوری توجہ کرتے ہیں اور اندھوں بہروں کی طرح نہیں سنتے پوری قدر کرتے ہیں۔

بڑے تعجب کی بات ہے۔ ایک بھیڑ کا بچہ ایک بکری کا بچہ ہزاروں ہزار بھیڑوں کے ریوڑ اور گلہ میں سے اپنی ماں کو پہچان لیتا ہے۔ چند دن کا پیدا شدہ بچہ بھی بلا تکلف جوش محبت سے بھرا ہوا بلبلاتا ہوا دوڑ کر اپنی ماں کو جا لپٹتا ہے اگرچہ ہماری نگاہ میں سب بھیڑیں برابر ہیں اور کوئی نشان ایک کو دوسرے سے تمیز کرنے کا بظاہر نہیں ملتا ہے۔ لیکن ہر ایک آدمی جانتا ہے کہ اس کا بچہ ایک بڑے ریوڑ میں بھی اپنی ہی ماں کو پہچان لیتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ تمام پرندے اپنے نر و مادہ اپنے اپنے جوڑہ کو پہچان لیتے ہیں پر افسوس ہزار افسوس انسان غافل اپنے محسن۔ اپنے مولا۔ زندگی اور نور کے چشمہ۔ تمام بھلائیوں اور بہتریوں کی اصل۔ ہاں اپنے سچے اور حقیقی مربی مولا کو نہیں پہچانتا اور پھر نہیں پہچانتا۔ یہ مثال جو میں نے دی ہے ہر ایک سوچنے والی طبیعت کے لئے عبرت کو کافی ہے۔

خدا تعالےٰ کے کاریگر ہاتھ نے جہاں ایک طرف ان حیوانات کو انسان کی زندگی کی جسمانی ضروریات کے لئے ایک یا دوسرے پہلو سے مفید اور خادم بنایا ہے وہاں دوسری طرف انکی رفتار زندگی ایک عظیم الشان سبق انسان کی روحانی تربیت اور اخلاقی اصلاح کے لئے پیش کرتی ہے۔ بے شک! بے شک! ان حیوانات کی زندگی غافل انسان کے لئے ایک سبق ہے کہ وہ اندھا ہو کر ہی نہ گذر جاوے۔ کیا وجہ ہے کہ انسان جو ان جانوروں کی تمام صفات کا مجموعہ ہے اسوقت جب کہ اس نے ابھی یہ انسانی جامہ نہ پہنا تھا الست بربکم کے جواب میں بلا تامل قالوا بلیٰ کہتا ہے۔ مگر اب کیا ہو گیا ہے کہ اس وقت تو اسکو ایک خاص ذوق اور معرفت کے ساتھ اس بلیٰ کی تعمیل کرنی چاہیئے تھی لیکن اب ایسا غافل اور مدہوش ہوا ہے کہ گویا کچھ پتا ہی نہیں۔ میں بہت حیران ہو جاتا ہوں کہ خدا کے تعالےٰ کے سوال پر تو یہ ذرا بھی نہ ہچکچایا۔ اور بدون کسی قسم کے تامل

کے بلا بول اٹھا۔ جیسا سوال جان ہی سے نکلا تھا ویسے ہی معاً سچا اور صحیح جواب اسکی جان سے نکلا۔ مگر اب کیا ہوا فطرتی طور پر آنکھ دیکھتی ہے جب کھولو دیکھتی ہے لیکن ایک شخص ہے بظاہر آنکھ رکھتا ہے عانے صاف ہیں لیکن آنکھ رکھتا ہوا بھی نہیں دیکھ سکتا۔ موتیا بند غالب ہوگیا ہے پانی اتر آیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فطرتی قوٰی ہیں جب کسی قسم کی رکاوٹ آجاتی ہے تو وہ اپنا کام نہیں دے سکتی۔ اسی طرح پر انسان کی روح کے اندر اسکی بناوٹ میں خدا تعالے کی ہستی کا اعتراف اور اقرار موجود ہے اور اس نے خدا کے حضور السّت بربّکم کے جواب میں قالو بلیٰ کہکر بتلا دیا۔ لیکن اب جو وہ غافل ہوگیا ہے اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ اس معرفت ربی کی آنکھ میں کوئی موتیا بند ہے اور کسی قسم کا پانی اتر آیا ہے۔

جانوروں تک میں احسان شناسی کا مادہ اور وفاداری کا نمونہ موجود ہے کتا بھی ایک ہڈی ڈالنے والے کو پہچانتا ہے اور اس کے سامنے دم ہلاتا ہوا وفاداری کے جوش میں احسان کا اقرار کرتا ہے۔ مگر یہ نالائق انسان! غافل انسان! اپنے محسن و معطی حقیقی کی نسبت ایسا ہوگیا ہے کہ گویا اسے کوئی تعلق ہی نہیں ہے اسکی وجہ یہی ہے کہ آنکھیں اندھی ہوگئی ہیں اور دل کی وہ قوت جو اپنے محسن و مولا کو پہچانتی تھی جاتی رہی ہے۔ انسان بیمار ہوتا ہے۔ ہر ایک آدمی نے اپنی زندگی میں کبھی نہ کبھی بیمار ہوکر یا اپنے کسی عزیز کو بیمار ہوتے ہوئے دیکھا ہوگا۔ طبیب کہتا ہے کیا کھایا تھا؟ ابتدا کیونکر ہوئی۔ بیماری کی پہلی اٹھان کیونکر ہوئی۔ غرض ہر قسم کے اسباب معلوم کیئے جاتے ہیں اور مریض خود بھی طبیب کی ہر قسم کی منت اور خوشامد کرتا ہے۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ سعادتمند وہی ہے جو اس خطرناک بیماری کے وقت کہ روح خدا کو نہیں پہچانتی اور دل ناپاک ہوگیا ہے نماز میں لذت نہیں پاتا۔ قرآن پڑھتا ہے مگر ایک ذوق جو مومن صادق کو ملتا ہے اس کو حاصل نہیں۔ غرض جب اللہ تعالے جیسے محسن و مولا۔ اور دلی نعمت سے غافل ہے اسوقت اگر اس ہلاک کردینے والے تپ دق کو محسوس کرتا ہے اور علاج کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو سمجھو کہ بڑا ہی بیدار بخت انسان ہے لیکن اگر با ایں ہمہ بھی غفلت پر غفلت کرتا ہے تو پھر اسکی ہلاکت میں کیا شبہ ہوسکتا ہے۔ آج اس زمانہ میں اس قسم کے مہلک امراض کے پیدا کرنے والے اسباب بہت ہیں۔ لیکن تھوڑے ہیں جو ان سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہاں فکر کرتے ہیں جب یہ تپ دق اندر اندر گھن کی طرح کھا جاتی ہے اور آخری منزل میں پہونچکر پیغام موت لے آتی ہے پس میرے دوستو اس سے پہلے فکر کرو کہ جب فکر کرنے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

اللہ تعالے نے رحمٰن کے بندوں کی صفات کے بیان کرنے سے یہ مقصد رکھا ہے کہ تا ہر ایک شخص ان کا خلاف بھی سمجھ لے یعنے جن میں ایسی صفات ہونگی وہ تو عباد الرحمن اور اللہ کے مقبول ہیں مگر جن میں ان صفات کی ضدیں ہونگی وہ خدا تعالے کے نزدیک مردود اور مخذول ہوں گے۔

میں نے اس آیت کو اس زمانہ کے حسب حال دیکھکر اپنے اور اپنے دوستوں کی نصیحت کے لئے اختیار کیا ہے اللہ تعالے خوب جانتا ہے کہ میرے نزدیک سلوک کی منزلوں کے طے کرنے کے لئے یہ ایک ضروری نشان ہے۔ ہاں تو رحمان کے بندوں کا ایک نشان یہ ہے کہ ایسی مجلسوں میں جہاں غفلت اور تاریکی پیدا ہوتی ہے معصیت کی مجلسوں میں جہاں نہ کار دین نہ کار دنیا ایسے شغلوں میں جہاں کوئی شخص جانے سے راندہ درگاہ الہی ہوجاتا ہے نہیں جاتے اور ان سے کنارہ کرتے ہیں۔ مٹی کھانے والا انسان مٹی کھاتا ہے۔ کھانے کا لفظ اسپر بھی بولا جاتا ہے مگر اسکو دیکھو کہ صالح خون جو زندگی اور خوبصورتی کے لئے ضرور ہے اسمیں پیدا نہیں ہوتا بلکہ رفتہ رفتہ پہلے خون کو بھی وہ مٹی بھسم کرتی ہے اور آخر کو ایک بدنما اور بہت ہی کمزور بنا دیتی ہے اسی طرح پر وہ لوگ جو معصیت اور خطاکاری کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں اپنا وقت تو گذارتے ہیں لیکن آخر ہلاک ہوجاتے ہیں اور انکو وہ مزا اور راحت نہیں ملتی جو ایک مومن کو ملتی ہے وہ مزا اللہ تعالے کا ذکر ہے میں محراب میں کھڑا ہوا اُس انسان کے سامنے جسکو میں صادق مانتا ہوں اور اس وقت روئے زمین کے کل موجودہ انسانوں سے افضل جانتا ہوں۔ خدا تعالے کی کتاب ہاتھ میں لئے ہوئے بقائمی ہوش و حواس کہتا ہوں اور ایسے انسان کے سامنے (جو موجودہ نسل کے کل انسانوں سے افضل اور اشرف ہے) جھوٹ بولنا خدا تعالے کے حضور جھوٹ بولنا ہے۔ میں نے کل اس کے سامنے اقرار کیا کہ اگرچہ عصبی بیماریاں مختلف رنگوں میں مجھے لگی ہوئی ہیں تشنج اور ضعف بھی غالب آجاتا ہے لیکن جب قرآن کی عزت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکریم۔ اعلائے کلمۃ اللہ کے تذکرے صلیب پرستی اور مردہ پرستی کی ہیکل کو گرا دینے کی باتیں سنتا ہوں اسوقت میں اپنے اندر ایک خاص قسم کی طاقت پاتا ہوں گویا یاقوتی یا فولاد یا مشک و عنبر کھاتا ہوں۔ میں اپنے تئیں پہلوان سمجھتا ہوں۔ میں اس سے نتیجہ نکالتا ہوں کہ ایک فہیم انسان کا دل جسقدر لذت اور سرور ذکر اللہ میں پاسکتا ہے اور کسی چیز میں نہیں۔ شرابیں پیتے اور زنا کرتے ہیں۔ عارضی اور ناپائدار لذت کے لئے۔ لیکن ایک وقت آجاتا ہے کہ شراب چھوٹ جاتی ہے اور زنا چھوٹ جاتا ہے احمق اگر پہلے ہی سے ایسی چیز کو مونہہ نہ لگاتا تو کیا اچھا ہوتا۔ پاکیزگی اور طہارت کو پیار کرنے والے بڑھاپے میں جاکر بھی ایک طمانیت اور قوت پاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ بڑی سچی بات ہے کہ جوانی میں خدا کو یاد کر کہ تیرے بڑھاپے کے دن آسانی سے گذریں گے۔ سچی یاقوتی اور حقیقی راحت اور اطمینان کا ذریعہ ذکر اللہ ہاں صرف ذکر اللہ ہے۔ دنیا میں حکم کتاب موجود ہے۔ الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب۔ کوئی لذت۔ راحت سکینت نہیں جو دل کو حاصل ہوسکے مگر ہاں ایک اور صرف ایک راہ ہے اور وہ ذکر اللہ ہے۔ یہ سچا دعویٰ ہے۔ جو لوگ اپنے اوقات گندی اور ناپاک مجلسوں میں محض بیہودہ گپوں اور ہنسی میں گذارتے ہیں وہ

نہیں سمجھتے کہ ایک عظیم الشان نعمت کی ناقدر شناسی کر رہے ہیں۔ خدا نے ہر ایک سانس کے ساتھ جداگانہ انعام کئے ہیں پس مناسب اور لازم یہ ہے کہ ہر سانس کے ساتھ خداتعالے کی نعمت کا شکریہ کرے۔ پس وہ کیسا نادان ہے جو عزیز وقت رایگان کھوتا ہے میرے دوست جو اسوقت قادیاں میں ہیں سوچ سکتے ہیں کہ وہ کیسی قربانی کرکے وطن اور عزیزوں کو چھوڑ کر اور ان گلیوں کو چھوڑ کر جہاں خوشنما لباس پہن کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے چلتے ہوں گے چھوڑ کر ایک گاؤں میں آکر بیٹھے ہیں جہیں کوئی نظارہ نہیں۔ خوبصورتی اور دلچسپی کا کوئی منظر نہیں اگر ان ساری باتوں کے چھوڑنے سے صرف رضائے مولا حاصل کرنا غرض نہیں ہے تو پھر کیا غرض ہے۔ جب رضائے مولا مقصود ہے تو پھر وہ اپنے اندر سوچیں کہ اس کے حصول کے لئے کیا کچھ کر رہے ہیں۔

اب وقت ہے چھوٹی گندی اور بعض بیہودہ مجلسوں سے کنارہ کشی کرتے ہوئے گذرجانا مومن اور عباد الرحمن کا کام ہے۔ ہاں آیات اللہ جہاں پڑھی جائیں وہاں پوری توجہ اور دلچسپی سے کام لیتے ہیں۔ اور اندھوں اور بہروں کی طرح نہیں گذرتے اللہ تعالے کی راہوں سے غفلت کا ایک بڑا باعث یہ بھی ہے کہ گرامی قدر اوقات کو لغویات میں کھوتے ہیں۔ پس یاد رکھو کہ بدپرہیز انسان کبھی صحت حاصل نہیں کر سکتا۔ اسے کوئی نسخہ اور کوئی دوا فائدہ نہ پہونچائے گی جب تک کہ وہ پرہیز اور احتیاط نہ کرے گا۔

میں پھر کہتا ہوں کہ روح اور دل کو کھا جانے والی بیماریاں۔ قرآن کی لذت نہ آنا۔ نماز سے حقیقی سرور کا حاصل نہ ہونا۔ دعا میں لذت کا نہ رہنا یہ ساری باتیں ناپاک مجلسوں میں اوقات ضایع کرنے سے پیدا ہوتی ہیں۔ پس ان سے بچو اور پھر بچو۔ تمہاری نظر تمہارے ہاتھ پاؤں ایسے نہ ہوں جنمیں حکم خدا نہیں ہے اور خدا کی کتاب کے جوئے کے نیچے نہیں ہیں۔ نہیں بلکہ ہر آن سے سروں کو خدا کی کتاب کے جوئے کے نیچے رکھدو میں پھر کہتا ہوں کہ ہر آن اپنے سروں کو خدا کی کتاب کے جوئے کے نیچے رکھدو۔ راحت اسی میں ہے خدا تعالے تم پر اور مجھ پر رحم کرے۔ ہم اپنا نگران کتاب اللہ کو بنائیں اور اس کے پاک احکام کی تعمیل کی توفیق دے۔ ہم کو اس نے پاک مجلس دی ہے اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق شامل حال کرے۔ **ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب۔ آمین**

حسد پر عالموں کے خیالات

حاسد اپنا آپ دشمن ہے کیونکہ اس کا دل ہر وقت غمناک اور رنج کش حالت میں بھٹکتا پھرتا ہے۔

اگر ہم جانتے کہ دوسروں کی خوبیوں پر نگاہ بد کرنے سے ہم ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے تو شاید دنیا حسد سے خالی ہو جاتی۔

حاسدانہ خیالات سے ہمیں اپنا دل ہمیشہ بچانے رکھنا چاہیے۔ کیونکہ یہ ناپاک شے دھرم کی پاک امانت کو داغ لگا دیتی ہے۔

اگر تم ظاہری دکھلاوا چھوڑ دو اپنی دولت کا گھمنڈ نہ کرو۔ سوچو کہ اوروں کو بھی تمھاری طرح زندگی بآرام گذارنے کا حق ہے تو اس صورت میں تم حسد سے بچ سکوگے۔

جہاں کہیں حسد کی آگ جلتی دیکھتا ہوں تو میں بڑا خوش ہوتا ہوں اور اسے خوب بھڑکاتا ہوں۔ حاسد کے سامنے اس کے محسود کی زیادہ تعریف کرتا ہوں اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دل میں کڑھتا ہے اور اسے واجبی سزا ملجاتی ہے۔

ہم اکثر اوقات اپنی کمزوریاں اور نقص مان لیتے ہیں لیکن ایسا زہریلا اور بزدل غلبہ ہے کہ اس کا اقرار کرتے ہوئے جان جاتی ہے

تمام خرابیوں اور شرارتوں کی جڑ حسد ہے کیونکہ اس کے ساتھ سچائی اور حق شناسی کا رہنا ناممکن امر ہے۔

اگر حاسد کو اکیلا رہنے دیا جائے تو وہ بچھو کی طرح اپنے آپ کو ہی ڈنک مارتے ہوئے ملک عدم کا رستہ لیتا ہے۔

حاسد آدمی ناخوش اور رنجیدہ رہتا ہے۔ اس لئے نہیں کہ وہ خود بدقسمت ہے بلکہ اس لئے کہ دوسرے خوش قسمت ہیں۔ دوسری طرف دیکھو کہ اگر سچ مچ دوسرے لوگ خوش قسمت ہیں اور وہ بدقسمت تو اس قابل رحم نالائق کی کیا حالت ہوگی۔

ہڈیوں کو چبانے والی دل کا دھڑکا پیدا کرنے والی اور پھیپھڑوں کو گندہ کرنے والی بیماری وہ نہیں جو حکیموں کے خیال میں ہے بلکہ وہ حسد ہے۔

جب خدا فیصلہ کرے گا سچ سچ اور جھوٹ جھوٹ نکلیگا تو حاسد کو بھی سزا ملیگی اگرچہ وہ عذر بھی کرے کہ وہ پیشتر ہی دل میں جل جل کر کافی سزا پا چکا ہے۔

کہتے ہیں کہ ہر چیز سیکھنے کے لئے استاد کی ضرورت ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ حسد کرنے کے لئے کس تعلیم کی ضرورت ہے ہاں اسکی وجہ شاید یہ ہے کہ یہ کوئی ہنر نہیں بلکہ بڑا بھاری عیب ہے۔

بشارت

ہم نہایت خوشی سے ظاہر کرتے ہیں کہ ۴ صفر ۱۳۱۷ ہجری المقدس مطابق ۱۴ جون ۱۸۹۹ء بروز بدھ بوقت ۳ بجے بعد دوپہر حضرت اقدس جناب امامنا مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کے مشکوئے معلی میں چوتھا **مبارک بیٹا** پیدا ہوا۔ اس تقریب سعید پر مدرسہ تعلیم الاسلام میں ایک دن کی تعطیل رہی۔ اخبار الحکم نے اپنا خاص پرچہ شایع کیا جو آج کے نمبر کے ہمراہ بطور ضمیمہ تقسیم ہوتا ہے۔

مولود مسعود کا نام حضرت امام صاحب نے **مبارک احمد** رکھا۔ ہماری دلی دعا ہے کہ خداتعالے اس مولود مسعود کو اپنی برکتوں اور رحمتوں کا مورد بنا دے اور خاندان۔ قوم۔ ملک بلکہ دنیا کے لئے اُسے مبارک کرے۔ آمین۔ ۱۵ جون کو ختنہ کیا گیا۔

بالکل طیار ہے

حضرت اقدس کی ایک تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر ایک خط" کا دوسرا ایڈیشن چھپکر

طیار ہو گیا ہے۔ کاغذ پہلے ایڈیشن کی نسبت اعلیٰ لگایا گیا ہے اور چھپائی میں بھی زیادہ احتیاط کی گئی ہے با ایں ہمہ قیمت وہی دو آنہ ہے۔ جو صاحب منگوانا چاہیں جلد منگوالیں ورنہ پھر شکایت معاف کیونکہ اس مرتبہ بھی صرف چارسو کاپیاں چھپی ہیں۔

حضرت اقدس کی پرانی تحریروں کا پہلا حصہ چھپکر شایع ہو رہا ہے اور اب اسکی کوئی دو سو کاپی موجود ہے۔ شایقین جلد منگوالیں ورنہ ختم ہونے پر عدم تعمیل درخواست کی شکایت معاف فرماویں۔

قرآن کریم کیا ہے؟

قرآن کریم دنیا بھر کی صداقتوں کا مجموعہ اور تمام خوبیوں کا سرچشمہ ہے۔

(۲) قرآن کریم ایک مفصل کتاب ہے۔

(۳) قرآن کریم ان لوگوں کا ہادی ہے جو رضائے الٰہی کے طالب اور دار السلام کے جویا ہیں۔

(۴) قرآن کریم ہر ایک قسم کی ظلمت سے خواہ وہ رسم کی ظلمت ہو یا عادت کی یا جہالت کی نور کی طرف لاتا ہے۔ اور ایسی باتوں پر اطلاع دیتا ہے جن کا علم پہلے نہیں ہوتا ہے۔

(۵) وہ سب سے زیادہ سیدھی راہ سکھاتا ہے۔

(۶) قرآن کریم حق الیقین ہے اس میں شک وشبہ کی گنجائش ہی نہیں۔

(۷) وہ حکمت بالغہ ہے اس میں ہر ایک چیز کا بیان ہے۔

(۸) قرآن کریم حق ہے اور میزان حق بھی یعنے آپ بھی سچا ہے اور سچ کے لئے محک بھی۔

(۹) وہ لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور ہدایتوں کی اس میں تفصیل ہے حق اور باطل میں فرق بیان کرتا ہے۔

(۹) قرآن کریم کی نقل صحیفہ فطرت میں منقوش ہے یا یہ کہو کہ اس کا یقین فطری ہے

(۱۰) انہ لقول فصل۔ وہ قول فیصل ہے

(۱۱) وہ اختلافات کے دور کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔

(۱۲) وہ ایمانداروں کے لئے ہدایت اور شفا ہے۔

(۱۳) قرآن ایک ایسی کتاب ہے جو قابل ذکر اور تاریخی انسان بنا دیتی ہے۔

(۱۴) قرآن کیا ہے؟ کامیابیوں کی سبیل اور فتحمندیوں کی کلید۔

(۱۵) قرآن کریم مہیمن۔ امام۔ میزان اور ہادی ہے۔

عقیقہ

جناب حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کا عقیقہ

اس آیندہ اتوار یعنے ۲۶۔ جون ۱۸۹۹ء کو ہوگا۔

لعنۃ اللہ علی الکاذبین

دانہ ضلع ہزارہ سے ہمارے ایک دوست اطلاع دیتے ہیں کہ امرتسر کے بعض لوگوں نے جناب مولانا حضرت مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ کی نسبت ایک افواہ مشہور کی ہے کہ حضرت مولانا صاحب نے (نعوذ باللہ) حضرت امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام سے قطع تعلق کر لیا ہے۔"

ہم اسپر بجز اس کے اور کیا کہیں کہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ مولانا صاحب جس اخلاص اور سچی محبت اور پھر محض رضائے الٰہی کے طالب اور جویا ہو کر دار الامان میں بیٹھے ہیں وہ ایک نمونہ ہے ان لوگوں کی محبت اور اخلاص کا جو خیر القرون میں ہادی کامل کی صحبت میں بیٹھے تھے۔ گھر بار چھوڑ کر۔ سارے منافعوں اور فائدوں کو پس پشت ڈالکر امام صاحب کے حضور بیٹھ جانا یہ آسان امر نہیں ہے۔ ہم نہایت زور کے ساتھ اس غلط خبر کی تردید کرتے ہیں اور اپنے دوست کو اطلاع دیتے ہیں کہ امرتسر نے غالباً ایسی جھوٹی اور کذب مجسم خبروں کی اشاعت کا ٹھیکہ لے لیا ہے۔ چنانچہ پچھلے سال حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب امروہی کی نسبت ایسی افواہیں اڑائی تھیں۔ اور امسال حضرت مولوی صاحب کے متعلق۔ حیرت ہے کہ ایسے جھوٹے لوگ کیوں خدا کا خوف نہیں کرتے اور اس کی لعنت سے نہیں ڈرتے۔

دار الامان کا ہفتہ

موسم میں برسات کا رنگ پیدا ہونے لگا ہے ہفتہ زیر اشاعت میں اچھی بارش ہوگئی ہے۔

دار الامان میں یہ ہفتہ نہایت برکتوں اور خوشیوں کا ہے۔ کتاب "مسیح ہندوستان میں" ۸۸ صفحہ تک پریس جا چکی ہے۔ مدرسہ کی حالت روبہ ترقی ہے اس لئے امداد کی ضرورت تاکہ بورڈنگ تعمیر۔ باہر سے احباب اپنے لڑکے بھیجیں۔

انوار احمدیہ پریس میں باہتمام شیخ یعقوب علی ایڈیٹر ومالک کے اہتمام سے چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خاص پرچہ اخبار الحکم قادیان دارالامان والایمان

مورخہ ۱۵۔جون ۱۸۹۹ء

"امور منزلیہ"

الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم ملک یوم الدین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

ہم خدا تعالیٰ کی حمد و شکر کرتے ہوئے نہایت مسرت سے ظاہر کرتے ہیں کہ کل ۱۴۔جون ۱۸۹۹ء بروز بدھ مطابق ۴۔صفر ۱۳۱۷ہجری المقدس بعد دوپہر ۳ بجے جناب امامنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود دام اللہ برکاتہم کے مشکوئے معلے میں **مبارک بیٹا** پیدا ہوا اور اسطرح پر خدا کے فضل سے الہام ۱۳۔اپریل ۱۸۹۹ء پورا ہوا اور وہ یہ ہے **اِصْبِرْ مَلِيًّا سَاَهَبُ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا**۔ یعنے تھوڑی دیر ٹھہر میں تجھے پاکیزہ لڑکا دونگا۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔ اس مبارک پسر کی ولادت پر انہی ایام کا حضرت اقدس کا ایک اور الہام بھی جو اسی ولادت سعیدہ کے متعلق تھا پورا ہوا اور وہ یہ ہے **رَبِّ اَصِحَّ زَوْجَتِي هٰذِهٖ**۔ یعنے اے میرے پروردگار میری اس بیوی کی صحت بحال رکھ۔ چنانچہ ام المومنین سخت تکلیف کیوجہ سے خطرناک حالت کو پہونچ گئی تھیں یہانتک کہ سارا بدن یخ ہو گیا تھا اور ایسی نازک حالتیں اطبا کے نزدیک جب بدن سرد پڑ جائے جان بری مشکل ہوتی ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی اسوقت کی دعا سے جو مریضہ کیحالت پر ترحم کرکے تضرع کر رہے تھے ام المومنین کو دوبارہ زندہ کیا۔ اور اس طرح پر مندرجہ بالا الہام بھی پورا ہوا۔ فالحمد للہ علی ذلک۔ یہ الہامات ۱۴۔جون سے پیشتر مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کاتب خطوط حضرت اقدس کی معرفت صدہا لوگوں میں شایع ہو چکے ہیں۔ بہرحال خدا تعالےٰ کا فضل و احسان ہے کہ اس نے ہمکو بھی ان لوگوں میں جگہ دی جنھوں نے ان مبارک کلمات کو اپنی کان سے براہ راست حضرت امام کے مونہہ سے سنا اور اپنی آنکھوں پورا ہوتے دیکھا۔ ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وہب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوہاب ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اس مولود مسعود کی عمر میں برکت دے اور اپنے دین کا سچا خادم بنا دے آمین ثم آمین۔

۱۵۔جون ۱۸۹۹ء کی صبح کو ختنہ کیا گیا۔ اور اس تقریب پر مدرسہ تعلیم الاسلام میں ایک روز کی رخصت دی گئی۔

احقر الناس **شیخ یعقوب علی** تراب۔ ایڈیٹر اخبار الحکم قادیان۔ ۱۵۔جون ۱۸۹۹ء

محمد اسمٰعیل

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان